قسط پنجم:-

واقعاتِ سیرتِ نبویؐ میں توقیتی تضاد اور اُس کا حل

از

جناب مولوی اسحٰق النبی صاحب علوی رام پور

چوتھی دستاویز ابن اسحٰق، واقدی اور ابن حبیب کی بیان کردہ تاریخوں کے علاوہ کچھ اور تاریخیں بھی ہیں جو متفرق طور پر کتبِ سیر و تاریخ میں ملتی ہیں اور جن کے متعلق یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ ان کا ماخذ بھی صدرِ اوّل کے ریکارڈ ہوں گے، اس لئے اگر ہم ان سب کے مجموعہ کو چوتھی ضمنی دستاویز کا نام دیدیں تو بیجا نہ ہوگا، اِن چاروں دستاویزی ریکارڈوں کے لئے میں نے علاماتِ ذیل اختیار کی ہیں:-

ابن اسحٰق کے ماخذ	واقدی کے ماخذ	ابن حبیب وغیرہ کے ماخذ	دوسری روایات کے ماخذ
ا	ب	ج	د

اس طرح تقویمی اعتبار سے سیرت کا موجودہ سرمایۂ تاریخی حسب ذیل نقشہ سے بآسانی سمجھ میں آسکتا ہے۔

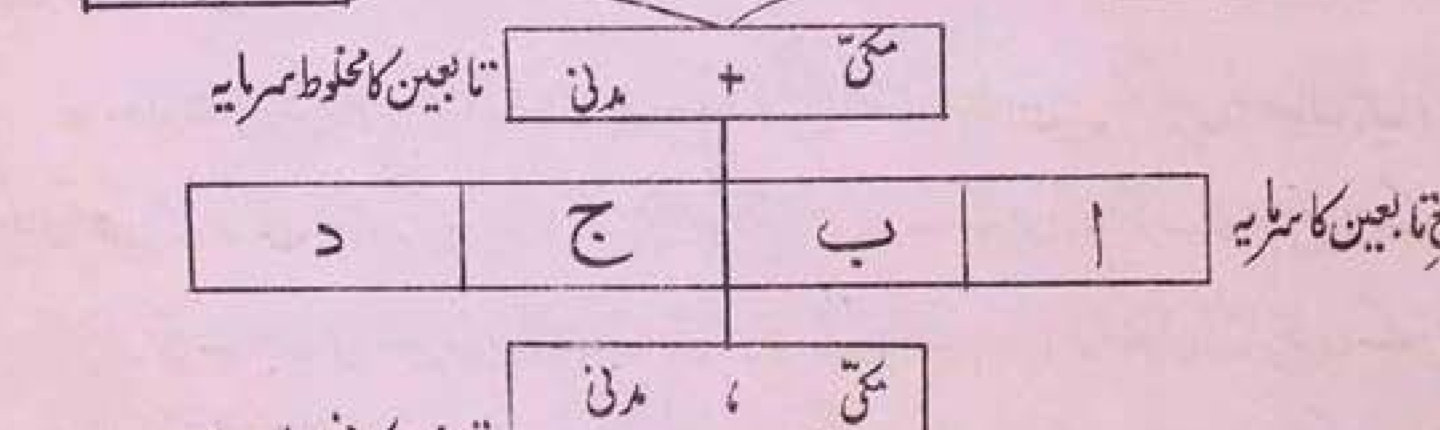

کتابتی سہو اور دوسری قسم کی غلطیاں گذشتہ مباحث کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچ چکے ہیں کہ ہمارے موجودہ سرمایۂ سیرت میں (تاریخی اعتبار سے) روایات ا، ب، ج، د، کو سب سے بڑا دخل ہے، جو ابن اسحٰق، واقدی، ابن حبیب، اور دوسرے متقدمین کی ماخذ اصلی تھیں، اس سے یہ دھوکا ہو سکتا ہے۔ کہ ہماری موجودہ روایاتِ سیرت (تمام کی تمام) بعینہٖ وہی ہیں، جو اُن اصل دستاویزوں سے سیرت نگاروں کو پہنچی تھیں، اور اُن میں کتابتی سہو، تصحیفی غلطیاں یا تفہیمی اغلاط کا کوئی دخل نہیں ہے، یہاں اس بات کو دیکھنا ہے کہ کیا یہ دستاویزیں اپنی اصل صورت میں ہم تک پہنچی ہیں، یا ان پر امتدادِ زمانہ کے اثرات بھی معلوم ہوتے ہیں۔

یہ بات سب کو تسلیم ہے کہ زمانۂ قدیم میں اگرچہ صحتِ نقل کا خاص طور سے لحاظ رکھا جاتا تھا، شاگردانِ خاص جب اپنے شیوخ اور اساتذہ سے اُن کی مرویات لیتے تو اپنے مکتوبات کو اُن کے سامنے پڑھ کر سُناتے تاکہ امکانی غلطیوں کا رُاستہ بند ہو سکے، باوجود اس کے کتابتی سہو اور نقل درنقل کی غلطیاں ایسی نہ تھیں، جو انسانی فطرت سے باہر ہوں۔

بائبل اور قرآن سے زیادہ صحتِ کتابت کا فخر شاید دنیا کی کسی کتاب کو حاصل نہیں، لیکن ان میں بھی اختلافاتِ قرأت موجود ہیں، جو بالبداہتہ کتابتی اختلافات کا نتیجہ ہیں، اس صورت میں یہ بات بالکل خارج از قیاس ہے کہ روایاتِ سیرت میں خواہ ان کا تعلق ایام وشہور سے ہو، یا دوسری اصنافِ روایت سے اس قسم کے اختلافات یا غلطیاں موجود نہیں۔

لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ تاریخی روایات کا تعلق چونکہ بیشتر حسابات اور ریاضی سے ہے، اس لئے ان کی غلطیاں آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہیں۔ اور ان کی صحت وعدمِ صحت کی تمیز حسابی قاعدوں سے ممکن ہے۔

روایاتِ سیرت پر غور کیجئے، تو اندازہ ہوتا ہے کہ توقیتی اعتبار سے ان میں اگر کہیں غلطیاں ہیں، تو بیشتر دو ہی قسم کی یعنی کتابتی سہو اور تفہیمی اغلاط، کتابتی سہو بیشتر اس نمونے کے ہیں، کہ مشترک الاسم مہینوں کے ذیل میں کاتبوں کی بے احتیاطی سے چند مقامات پر "اول"۔ "آخر" ہو گیا ہے، اور "آخر"۔ "اول"۔ تاریخوں کے ذیل میں بعض جگہ "عشرین" "عشرہ" بن گیا ہے اور "مضین"، "بقین"۔ ایک دو جگہ ایسا بھی ہوا ہے کہ کوئی لفظ

لکھنے سے رہ گیا ہے، اور کچھ مثالیں ایسی بھی ہیں جن کے متعلق معلوم ہوتا ہے، کہ ابتدائی مصنّفین کوئی مخطوطہ صحیح طور پر پڑھ نہ سکے تھے اور جتنا پڑھ سکے، وہی درج کر دیا گیا، کچھ غلطیاں تساہل اور بے پرواہی کا نتیجہ بھی معلوم ہوتی ہیں۔

بہرحال تقریباً تمام قسم کی غلطیاں ایسی ہیں، جو نقل در نقل کا قدرتی نتیجہ ہیں، میں یہاں سب سے پہلے ایسی مثالیں پیش کرتا ہوں، جو ربیع الاوّل اور ربیع الآخر یا جمادی الاولیٰ اور جمادی الاُخریٰ کے ذیل میں ہوئی ہیں اور جن کو ناقلینِ مابعد کی عدم توجہی کا نتیجہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

ابن ہشام کے موجودہ نسخوں میں ابنِ اسحٰق سے یہ روایت ملتی ہے:

"اس کے بعد رسول اللہؐ ربیع الاول" کے مہینے میں قریش کے ارادے سے نکلے، یہانتک کہ بواط پہنچے، جو رضویٰ کے قریب ہے، بعد ازاں مدینے واپس آئے، اور لڑائی نہیں ہوئی اور آپ نے ربیع الآخر کا بقیہ حصہ اور جمادی الاولیٰ کے کچھ حصے مدینے میں قیام فرمایا" [1]

اسی روایت کو ابن حمید نے سلمہ کی وساطت سے ابنِ اسحٰق سے لیا تھا۔ جس کو "طبری" نے یوں نقل کیا ہے:

"اس کے بعد رسول اللہ" ربیع الآخر" کے مہینے میں قریش کے ارادے سے نکلے، یہانتک کہ "بواط" پہنچے، جو رضویٰ کے قریب ہے، بعد ازاں مدینے واپس آئے، اور لڑائی نہیں ہوئی اور آپ نے ربیع الآخر کے بقیہ حصے اور جمادی الاولیٰ کے کچھ حصے مدینے میں قیام فرمایا۔" [2]

ظاہر ہے کہ ان دونوں روایتوں میں صرف ربیع الاوّل اور ربیع الآخر کا فرق ہے، جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ طبری کے پیشِ نظر جو نسخہ تھا، اس میں بجائے" ربیع الاوّل" کے" ربیع الآخر" مرقوم تھا، سیرت ابن اسحٰق کے فارسی ترجمے کا جو مخطوطہ [3] میرے پیشِ نظر ہے، اس میں بھی اس غزوے کو" ربیع الاوّل" کا ظاہر کیا گیا ہے۔ جس کے یہ معنیٰ ہیں کہ خود ابنِ اسحٰق کے مختلف نسخوں میں سے کسی نسخے میں ربیع الاوّل تھا اور کسی میں ربیع الآخر۔

واقدی اور ابن سعد کے موجودہ نسخوں میں اس واقعے کی تاریخ ربیع الاوّل [4] بیان کی گئی ہے۔ لیکن قدماء میں ابنِ حبیب کے یہاں اس غزوہ کی تاریخ ربیع الآخر ہی [5] ملتی ہے، جس کی وجہ سے یہ کہنا دشوار ہے کہ اس واقعہ کی

[1] ابن ہشام ۲/۲۴۸۔ [2] طبری ۲/ ۲۶۰۔ [3] مخطوطہ ورق ۲۴۸ رضا لائبریری رامپور/ نمبر ۱۸۸۸ فارسی
[4] واقدی ۳/۱ ابن سعد ۲/۳ [5] ابن حبیب ۱۱۱/۔

روایات کے اصل ماخذوں میں ربیع الاول مذکور تھا یا ربیع الآخر، میری رائے میں ربیع الآخر کو یوں ترجیح دی جاسکتی ہے کہ روایت کے آخری حصے میں "بقیہ ربیع الآخر" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، جس سے گمان ہوتا ہے کہ ابن اسحٰق نے روانگی کی تاریخ بھی ربیع الآخر ہی بیان کی ہوگی۔

ربیع کے ذیل میں اول و آخر کی غلطیاں کئی اور مقامات پر بھی ملتی ہیں، مثلاً غزوۂ "دومۃ الجندل" کے متعلق ابن اسحٰق اور واقدی کے موجودہ نسخوں میں ربیع الاول کی تاریخ ملتی ہے[۱] لیکن ابن کثیر کے سامنے جو واقدی کا نسخہ تھا، اس میں "ربیع الآخر" مذکور تھا، چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

"اور واقدی کا بیان ہے کہ آنحضرتؐ کا دومۃ الجندل کی طرف خروج "ربیع الآخر" میں ہوا۔"[۲]

اسی طرح سریۂ عکاشہ بن محصن کے ذیل میں واقدی کے موجودہ نسخوں میں ربیع الآخر مذکور ہے[۳] لیکن طبری کے یہاں ربیع الاول[۴]۔

سریۂ محمد بن مسلمہ (ذی قصہ) کے ذیل میں "طبری" کے یہاں ربیع الاول[۵] ملتا ہے، لیکن واقدی کے یہاں ربیع الآخر[۶]، سریۂ خالد بن ولید کے متعلق (جو بنی عبد المدان کی طرف بھیجا گیا تھا) طبری کی ترجیحی رائے یہ ہے کہ یہ واقعہ ربیع الآخر کا ہے، جبکہ خود ان کے سامنے ربیع الاول کے الفاظ بھی موجود تھے، چنانچہ سنہ ۱۰ کے ذیل میں مرقوم ہے:

"تو آنحضرت نے خالد بن ولید کو ربیع الآخر میں روانہ کیا، اور کہا جاتا ہے کہ ربیع الاول میں اور کچھ لوگ جمادی الاولیٰ میں بتاتے ہیں۔"[۷]

گویا طبری کے زمانے میں بھی ربیع الاول اور ربیع الآخر کا اختلاف پیدا ہو چکا تھا، اور کچھ نسخوں میں "اول" تھا، کچھ میں "آخر"

دلچسپ بات یہ ہے کہ کتابتی سہو دو مختلف مصنفین کی کتابوں کا محتاج نہیں ہے، بلکہ آپ ایک ہی مصنف کی کتاب میں ایک ہی سطر کے بعد کتابتی سہو ملاحظہ فرما سکتے ہیں، چنانچہ ابن حبیب کے موجودہ نسخے میں

۱؎ ابن ہشام واقدی/۴ ۲؎ البدایہ والنہایہ ۴/۹۲ ۳؎ واقدی/۵ ۴؎ طبری/
۵؎ طبری/ ۶؎ واقدی/۵ ۷؎ طبری ۳/۱۵۶

جس کو ڈاکٹر حمید اللہ نے ایڈٹ کیا ہے، غزوۂ بنو نضیر کے ذیل میں مندرجہ ذیل عبارت ملتی ہے۔

"اور آنحضرت صلعم شنبہ کے دن ۱۲ ربیع الآخر کو ان کی یعنی بنو نضیر کی طرف نکلے اور ۵ ربیع الآخر کو واپس ہوئے" [۱]

گویا ۱۲ ربیع الآخر کو بنی نضیر کی طرف کوچ کیا گیا، اور اسی مہینے کی ۵ تاریخ کو واپسی ہوئی، یہ غلطی اتنی موٹی تھی، کہ ڈاکٹر حمید اللہ نے اس کی تصحیح کر کے بجائے ربیع الآخر کے ۱۲ ربیع الاول لکھ دیا۔ لیکن کئی مقامات پھر بھی ایسے رہ گئے، جو ہنوز قابلِ نظر ہیں، (جن کو میں ابھی پیش کروں گا)

اول و آخر کے ذیل میں بعینہٖ یہی کیفیت جمادی کے سلسلے میں بھی ملتی ہے، ابن سعد نے سریۂ زید بن حارثہ کی تاریخ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

"اور یہ واقعہ ہلال جمادی الاخری کا ہے" [۲]

یہی تاریخ واقدی کے موجودہ نسخوں میں ہے، لیکن ابن کثیر کے سامنے جو واقدی کا نسخہ تھا اس میں اس سریہ کی تاریخ مستہل "جمادی الاولیٰ" مذکور ہے:۔

"اور واقدی کا بیان ہے کہ اس سریہ کے لئے زید بن حارثہ کا خروج ہلال جمادی الاولیٰ کا واقعہ ہے" [۳]

ظاہر ہے کہ یہ اختلاف بھی کتابتی سہو سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا، بالکل ایسی ہی غلطیاں ابن حبیب کے یہاں بھی موجود ہیں، چنانچہ غزوۂ ذات العشیرہ کے ذیل میں مذکور ہے۔

"اور غزوۂ ذات العشیرہ یکم جمادی الاولیٰ کا واقعہ ہے ...... اور آنحضرت جمادی الاخریٰ کے آٹھ دن باقی تھے کہ واپس ہوئے" [۴]

گویا یکم جمادی الاولیٰ کو پیغمبر اسلام اس غزوہ کے لئے نکلے تھے، اور ۲۱ یا ۲۲ جمادی الاخریٰ تک مدینے سے باہر رہے (یعنی تقریباً ایک ماہ ۲۱ روز) لیکن دوسری ہی سطر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے بہت پہلے یعنی ۱۲ جمادی الاخری کو جب کرز بن جابر فہری نے مدینے کی چراگاہ پر حملہ کیا تھا تو آنحضرتؐ مدینے میں موجود تھے،

[۱] ابن حبیب/۱۱۳ [۲] واقدی/۱۹۵ [۳] البدایہ والنہایہ ۴/۵ [۴] ابن حبیب/۱۱۰

اور آپؐ نے کرز کا پیچھا بدر تک کیا تھا، چنانچہ بدر اولیٰ کے سلسلے میں خود ابن حبیب نے جو تاریخ بیان کی ہے، وہ یہ ہے:-

"(اور بدر اولیٰ کے لئے) دوشنبہ کے دن ۱۲ جمادی الاخریٰ کو نکلے"۔[۱]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غزوۂ ذات العشیرہ کی واپسی کی تاریخ ابن حبیب نے بجائے ۲۲ جمادی الاخریٰ کے ۲۲ جمادی الاولیٰ لکھی ہوگی، کیوں کہ اتنی موٹی حسابی غلطی کم از کم ابن حبیب جیسے مصنف کے قلم سے ممکن نہیں۔

تاریخ دیوم کی غلطیاں | کتب سیرت میں تاریخ دیوم کی کتابتی اغلاط کی مثالیں بھی موجود ہیں، جن میں کم سے کم ایک مثال ایسی ہے کہ اس میں غالباً لفظ "عشرین" "عشرہ" بن گیا ہے، واقدی کی کتاب المغازی میں قتل کعب بن اشرف کی تاریخ ۱۴ ربیع الاولیٰ[۲] بیان کی گئی ہے۔

واقدی نے یہ صراحت بھی کی ہے، کہ اس تاریخ آنحضرتؐ مدینے ہی میں موجود تھے،[۳] لیکن چند ہی سطروں کے بعد غزوۂ ذی امر کے ذیل میں جو بقول واقدی اسی مہینہ کا واقعہ ہے۔ مندرجہ ذیل الفاظ ملتے ہیں:-

"رسول اللہؐ پنجشنبہ کے دن ۱۲ ربیع الاول کو ذی امر کے لئے نکلے"[۴]

گویا کعب بن اشرف کے قتل سے دو روز پہلے ۱۲ ربیع الاول کو آپؐ مقام ذی امر کی طرف کوچ فرما چکے تھے، ظاہر ہے کہ یہ غلطی بھی محض کتابتی سہو ہے، اور واقدی نے شاید لثنتی عشرہ کے بجائے ۲۲ تحریر کیا ہوگا۔ اس لئے کہ از روئے حساب ۱۲ تاریخ کو پنجشنبہ کا دن بھی نہیں آتا بلکہ ۲۲ ہی کو پڑتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ غلطی بھی بہت قدیم ہے، اس لئے کہ واقدی کے شاگرد خاص ابن سعد نے جب اس روایت کو لیا تو ۱۲ ربیع الاول ہی درج کیا۔

مضین اور بقین میں التباس | ابن حبیب کے یہاں ایک بہت دلچسپ کتابتی سہو غزوۂ سویق کے ذیل میں نظر آتا ہے جس کی اصل وجہ خود میری کتابت کی غلطی سے ظاہر ہوئی۔

"محبر" میں اس غزوے کی تاریخ اس طرح لکھی ہے:-

---

[۱] ابن حبیب / ۱۱۱ - [۲] واقدی / ۱۸۸ - [۳] واقدی / ۱۸۸ - [۴] واقدی / ۳

"فخرج النبی صلی اللہ علیہ یوم الاحد لسبع بقین من ذی الحجۃ ورجع علیہ لثمان بقین من ذی الحجۃ" [۱]

گویا آنحضرت غزوۂ سویق کے لئے ۲۲ کو نکلے اور ۲۱ کو مراجعت فرما ہوئے، ڈاکٹر حمید اللہ کی رائے اس غلطی کے متعلق یہ ہے، کہ غالباً اصل عبارت یوں ہوگی۔

"خرج لثمان بقین ورجع لسبع بقین" [۲]

لیکن میں نے جو نوٹ لیا تھا، اس میں دونوں جگہ لفظ "بقین" کچھ اس طرح لکھا تھا، کہ اس کو مسلسل "مضین" پڑھتا رہا، اور اس میں وہ کتابتی سُقم نظر نہ آیا، جس کی طرف ڈاکٹر حمید اللہ نے توجہ دلائی تھی، گویا یہ حسابی غلطی میری غلط نویسی سے خود بخود دور ہوگئی، میرا خیال ہے کہ اصل نسخوں میں بھی دونوں جگہ "بقین" کی جگہ "مضین" ہی ہوگا، جس کو قدیم ناقلوں نے "بقین" پڑھ کر درج کتاب کر دیا۔

یہ غلطی بھی قدیم نسخوں کی معلوم ہوتی ہے، اور اس کا الزام ابن حبیب یا ابن حبیب کے ناقلین کو نہیں دیا جاسکتا، بلکہ غالباً یہ الفاظ ابن حبیب کے اصل ماخذوں میں موجود تھے، جو طبری اور ابن حبیب کی مشترک دستاویز کہی جاسکتی ہے، اس لئے کہ طبری کے یہاں بھی تھوڑی قطع برید کے ساتھ اس غزوے کے متعلق ایک روایت یہ بھی موجود ہے:-

"کہ رسول اللہ صلعم نے یکشنبہ کے روز ذوالحجہ کی سات راتیں باقی تھیں کہ لشکر کشی فرمائی" [۳]

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ طبری نے روایت کا آخری جزو یعنی "رجع علیہ لثمان بقین من ذی الحجہ" اسی حسابی غلطی کے پیشِ نظر ترک کر دیا۔ "سبع بقین" کے بجائے "سبع مضین" پر ایک قیاس یہ بھی ہے کہ دوسرے مورخین مثلاً واقدی اور ابن سعد کے یہاں اسی غزوے کی تاریخ "خمس خلون" [۴] مذکور ہوئی ہے جو "سبع مضین" سے قریب تر ہے، اور ہوسکتا ہے، کہ راوی کے نزدیک یہی تاریخ ہو۔

سقوطِ الفاظ کی مثالیں مخطوطات کی نقل در نقل میں سقوطِ الفاظ کی غلطیاں اتنی عام ہیں، کہ ان پر کچھ کہنا تحصیلِ حاصل ہے، عام طور پر یہ غلطیاں مشکل سے گرفت میں آتی ہیں، لیکن تاریخوں کا مسئلہ چونکہ حسابی مسئلہ ہے

---

[۱] ابن حبیب / ۱۱۱ - [۲] ایضاً [۳] طبری ۲ / ۲۹۹ - [۴] واقدی / ۱۸۲،۳، ابن سعد ۲ / ۲۰، قسطلانی / ۱۱۵ -

اس لئے جلد سمجھ میں آجاتا ہے، چنانچہ غزوۂ بواط کے متعلق اس قسم کی ایک غلطی ملاحظہ ہو:-

ابن حبیب کی موجودہ عبارت یوں ہے:-

"(آنحضرتؐ) دوشنبہ کے دن ۳ ربیع الآخر کو نکلے، بعد ازاں دوشنبہ کے دن ۲۰ ربیع الآخر کو واپس ہوئے۔" [1]

معلوم ہوتا ہے کہ کسی بے احتیاط ناقل کے قلم سے "ثلاث عشرۃ خلون" کی بجائے "ثلاث خلون" کے الفاظ نکل گئے، اور لفظ "عشرہ" لکھنے سے رہ گیا ہے کیونکہ از روئے حساب جب کسی مہینے کی ۲۰ کو دوشنبہ ہوگا تو اس سے پہلے ہفتوں میں صرف ۱۳، اور ۶ تاریخ کو دوشنبہ ہو سکتا ہے، اس بنا پر ظاہر ہے کہ یہاں صرف یہی قیاس کیا جا سکے گا کہ روایت میں "ثلاث عشرۃ خلون" مذکور تھا۔

اس واقعہ کی تاریخ کے ذیل میں ایک دوسری غلطی یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ موجودہ کتابوں میں بجائے "ربیع الآخر" اس کی تاریخ "ربیع الاول" درج ہو گئی ہے، جس کے خلاف متعدد قرائن ہیں جو مقالۂ چہارم میں پیش کئے گئے ہیں۔

اس سلسلے میں سب سے دلچسپ کتابتی سہو حضرت ابو سعید خدری کی ایک روایت میں نظر آتا ہے۔

ابن اسحٰق اور دوسرے سیرت نگاروں نے (سوائے واقدی اور ابن سعد کے) غزوۂ خیبر کی تاریخ محرم ۷ھ بیان کی ہے، صرف واقدی اور ابن سعد نے اسے جمادی الاولیٰ ۷ھ کا واقعہ ظاہر کیا ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی ابن سعد نے ابو سعید خدری کی ایک روایت بھی نقل کی ہے جو حسب ذیل ہے۔

"بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلعم کے ہمراہ خیبر کے لئے ۸ رمضان کو نکلے اور بہت سے لوگوں کے روزے تھے" [2]

قدیم سیرت نگاروں میں سے کسی ایک نے بھی غزوۂ خیبر کو رمضان میں ظاہر نہیں کیا ہے، بلکہ بخاری میں تو یہ صراحت موجود ہے، کہ صرف دو غزوے یعنی بدر اور فتح مکہ رمضان میں ہوئے تھے اس بنا پر ابو سعید خدری کی یہ روایت کچھ عجیب سی معلوم ہوتی ہے۔

---

[1] ابن حبیب / ۱۱۰ [2] ابن سعد ۲/ ۷۸۔

لیکن قسطلانی نے "مواہب" میں اس غلطی کو محض کتابتی سہو قرار دیا ہے، چنانچہ مذکور ہے۔

"ابن سعد اور ابن ابی شیبہ نے ایک غریب روایت ابو سعید خدری سے یہ بیان کی ہے کہ "ہم رسول اللہؐ کے ہمراہ خیبر گئے، یہ رمضان کی ۱۸ر تاریخ تھی" اگرچہ اس کی اسناد حسن ہے، لیکن روایت (پھر بھی) غلط ہے، غالباً یہ لفظ حُنین تھا جو غلطی سے خیبر ہوگیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ غزوۂ حُنین غزوۂ فتح (مکہ) کے بعد ہوا تھا، اور غزوۂ فتح کے لئے رسول اللہؐ بالیقین رمضان میں نکلے تھے۔" [۱]

حنین کو اگرچہ بدخطی کی بنا پر خیبر پڑھا جاسکتا ہے، لیکن میں سمجھتا ہوں، کہ اس روایت کے بعض دوسرے الفاظ پڑھنے اور سمجھنے میں بھی کہیں اور غلطی ہوئی ہے، اس لئے کہ غزوۂ حنین بھی ۱۸ر رمضان کا واقعہ نہیں، بلکہ شاید آخر رمضان یا شوال کا واقعہ ہے۔

اسی طرح غزوۂ خندق اور بنو قریظہ کی تاریخیں ہیں، جن کی ابتدائی دستاویزوں میں کچھ ایسی غلطیاں نظر آتی ہیں، جن کی تصحیح فی الوقت مشکل ہے، خندق کی تفصیلی تاریخ ابن حبیب نے بھی بیان کی ہے، اور واقدی نے بھی، اور دونوں کے یہاں ایک ہی نمونہ کی غلطیاں ہیں، جن سے یہ اندازہ ہوئے بغیر نہیں رہتا، کہ یہ تاریخیں جب ابتدائی یادداشتوں سے نقل کی گئی تھیں، تو خود ناقلین نے اُن کو پورے طور پر نہیں سمجھا تھا، اور یہ تاریخیں خواہ ابتدائی یادداشتوں کی بدخطی کی وجہ سے خواہ مسودات کے نقص کی بنیاد پر قطعاً غلط نقل ہوئی تھیں۔

ابن حبیب نے غزوۂ خندق کی تاریخ اس طرح بیان کی ہے:

"کہ آنحضرتؐ پنجشنبہ کے دن ۱۰ر شوال کو نکلے اور ہفتہ کے دن یکم ذلقعدہ کو یہ لڑائی ختم ہوئی" [۲]

عام قمری تقویم کے بموجب اگرچہ ۱۰ر شوال ۵ھ کو چہارشنبہ آتا ہے، جس کے معنی یہ ہوتے ہیں، کہ پنجشنبہ بھی ممکن ہے، لیکن روایت کا دوسرا حصہ بدیہی طور پر غلط نقل ہوا ہے، اس لئے کہ جب ۱۰ر شوال کو پنجشنبہ ہوگا، تو یکم ذیقعدہ کو ہفتہ ممکن نہیں، بلکہ چہارشنبہ ہونا چاہئے، اس طرح واقدی اور ابن سعد کی تاریخیں بھی غلط معلوم ہوتی ہیں؟ ابن سعد کا بیان ہے:-

---

[۱] قسطلانی مواہب/ ۳/ ۱۷۳۔ [۲] ابن حبیب/ ۱۱۳۔

"اور رسول اللہ صلعم دوشنبہ کے دن ۸ ر ذیقعدہ کو نکلے اور مشرکین نے ۱۵ راتیں محاصرہ کیا اور رسول اللہ صلعم چہارشنبہ کو جبکہ ذیقعدہ کی سات راتیں باقی تھیں واپس تشریف لائے"۔ [1]

اوّل تو یہ واقعہ ذیقعدہ کا نہیں، بلکہ اس سے متقدم مہینے یعنی شوال کا ہے، جس پر موٹی قرائن موجود ہیں، دوسرے یہ کہ بالفرض اگر اس کو ذیقعدہ کا واقعہ تسلیم کر بھی لیا جائے، اور یہ بھی مان لیا جائے، کہ ۸ ر ذیقعدہ کو دوشنبہ کا دن تھا، تو اس سے پندرہ دن کے بعد ۲۲ ر ذی قعدہ کو پھر دوشنبہ ہی کا دن ہوگا، نہ کہ چہارشنبہ کا، ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ واقدی اور ابن سعد کے یہاں غزوۂ خندق اور غزوۂ بنو قریظہ کی تاریخیں مخلوط ہو گئی تھیں۔

بہر صورت ان غزوات کی تاریخیں نہ ابن حبیب کے یہاں ٹھیک ہیں، اور نہ ابن سعد اور واقدی کے یہاں، از روئے حساب صحیح ہیں، اور یہ بھی نہیں کہا جا سکتا، کہ ان کی کتابت میں کب اور کہاں غلطی ہوئی تھی،

سیرت کی کتابوں میں بعض غلطیاں ایسی بھی موجود ہیں، جو محض مولفین مابعد کے تساہل اور عدم توجہی کا نتیجہ قرار دی جا سکتی ہیں، مثلاً دیار بکری نے غزوۂ بنو لحیان کے متعلق ابن اسحٰق کی طرف یہ روایت منسوب کی ہے کہ اُن کی رائے میں یہ واقعہ شعبان [2] ۶ھ تھا، حالانکہ ابن ہشام [3] نے ابن اسحٰق سے جو روایت بیان کی ہے، اس میں صاف طور پر اس واقعہ کو جمادی الاولیٰ کا ظاہر کیا ہے۔ طبری نے ابن حمید سے جو روایت بیان کی ہے [4] اس میں بھی جمادی الاولیٰ ہی درج ہے۔ حتیٰ کہ سیرۃ ابن اسحٰق کا فارسی ترجمہ جو ۔۔۔ سنہ میں ہوا تھا، اُس میں بھی شعبان نہیں بلکہ جمادی ہی [5] ہے۔ علاوہ ازیں عام طور پر تمام مؤلفین مابعد نے ابن اسحٰق سے جو روایتیں بیان کی ہیں۔ وہ سب کی سب جمادی الاولیٰ کی ہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے، کہ دیار بکری کو پھر یہ شعبان کی روایت کہاں سے ملی؟ میرا ذاتی خیال ہے کہ یہ سہو کتابت یا خود مؤلف کی عدم توجہی کا نتیجہ ہے۔

---

[1] ابن سعد ۲/ ۴۸ - [2] دیار بکری ۲/ ۵ [3] ابن ہشام ذکر غزوۂ بنو لحیان [4] طبری، ذکر غزوۂ بنو لحیان [5] مخطوطہ رام پور ۱۸۸۸ -